اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۹، شمارہ۳، مسلسل شمارہ:۳۷۳، سال ۲۰۲۴ء

# ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان کی تاریخ وخدمات اور ریاستی شناخت کولاحق خطرات

انیس الرشید ہاشمی، پی ایچ ڈی
استاد ادارہ مطالعہ کشمیر، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی، مظفر آباد

خواجہ زاہد عزیز
صدر شعبہ کشمیریات، جامعہ پنجاب، لاہور

# THE HISTORY AND CONTRIBUTION OF URDU LANGUAGE IN THE STATE OF JAMMU AND KASHMIR AND THREATS TO IDENTITY OF THE STATE

Anees Ur Rashid Hashmi, PhD
Assistant Professor of Kashmir Studies
University of Azad Jammu and Kashmir, Muzaffarabad

Khawaja Zahid Aziz
Chairman Department of Kashmiriyat
Univesity of the Punjab, Lahore

## Abstract

Urdu language has been used as an effective source for understanding, creativity, research, knowledge and literature as well as training and teaching on official level prolonged for more than a hundred years in State of Jammu and Kashmir. It also enjoyed the status of lingua franca among three administrative units of the state: Jammu, Valley and Ladakh. Exclusively, one-dimensionality and harmony has been overwhelmed because the linguistic homogeneity and by that source the social, political, moral and cultural ties between the smaller and bigger units of the state also become stronger and monolingualism only guaranteed to strengthen the bonds. By an Indian intrigue of June 2019, conspiracies have been made not only to deprive Kashmiris from the sweetness and coruscations of the Urdu language, but A conspiracy has also been made to eliminate the social harmony (pluralism) that existed in the Kashmiri society due to lingual homogeneity to abolish the Kashmiri identity.

**Keywords:** Urdu, Language, Literature, Kashmiri, Pluralism.

ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان کو سرکاری زبان کا درجہ ڈوگرہ دور میں حاصل ہوا تھا جس کے بعد سرکاری سطح پر اردو زبان ریاست بھر میں سو سال سے زائد عرصہ تک افہام و تفہیم، تخلیقیت، تحقیق، علم و ادب کے علاوہ تربیت و تدریس کے ایک موثر ذریعہ کے طور پر مستعمل رہی ہے، اس زبان کو ریاست کی تینوں انتظامی اکائیوں جموں، وادی اور لداخ کے درمیان باہمی رابطے (Lingua Franca) کا درجہ بھی حاصل رہا ہے جس کی وجہ سے ریاست کی تینوں اکائیوں میں باہمی طور پر یک جہتی اور ہم آہنگی نظر آتی ہے کیوں کہ لسانی یکسانیت قوم کو کبھی بکھرنے نہیں دیتی۔ اسی وسیلہ سے ریاست کی چھوٹی بڑی اکائیوں کے مابین سماجی، سیاسی، اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی روابط بھی مضبوط تر ہوتے جاتے ہیں اور یک لسانی ہی باہمی تعلقات کی تقویت کی ضامن ہوتی ہے۔ چوں کہ اردو زبان نے برصغیر پاک و ہند کی طرح ریاست میں تمام تہذیبوں، ثقافتوں اور مختلف مذاہب کے افراد کو اپنے دامن میں سمو لیا جس کی وجہ سے اردو ترسیلی زبان کا کردار ادا کرتی رہی ہے، غالباً یہی وہ وجہ تھی جس کی وجہ سے اردو کو ریاست جموں و کشمیر میں سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا تھا۔ بھارت کی جانب سے جون ۲۰۱۹ء کی سازش کی وجہ سے نا صرف کشمیریوں کو اردو زبان کی مٹھاس اور رنگینیوں سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ لسانی یکسانیت کی بدولت کشمیری معاشرے میں قائم معاشرتی ہم آہنگی (Pluralism) کو ختم کر کے کشمیری شناخت کو بھی مٹانے کی سازش کی گئی ہے۔ اس تحریر میں ان تمام خطرات کو بھی زیر بحث لایا جائے گا جو ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان کو ختم کرنے کی وجہ سے لاحق ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ اردو زبان کی خدمات کو بھی ضبط تحریر میں لایا جائے گا۔

ڈوگرہ دور (۱۸۴۶ـ۱۹۴۷ء) میں اردو زبان کی آب یاری کی وجہ سے پاکستان اور ہندوستان کے قیام کے بعد بھی اردو ریاست جموں و کشمیر کی سرکاری زبان رہی ہے جس کی وجہ سے ذریعہ تعلیم اردو زبان ہی تھا، پرائمری سے لے کر بی اے تمام مدارج کی تدریس اردو زبان میں ہی کرائی جاتی تھی، ایم اے کی سطح پر بھارت کے انتظام جموں و کشمیر ریاست کی جامعات میں اردو زبان و ادب کی تعلیم کا شان دار انتظام موجود تھا۔ جموں و کشمیر ریاست میں رائج نصاب عرصہ دراز سے مقامی، بھارتی، پاکستانی مصنفین کے علاوہ کچھ بین الاقوامی ادبا کا مرتب شدہ تھا۔ ان نگارشات سے ایک طرف تو ریاست گیر افادیت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ علمی ضرورت بھی پوری ہو رہی تھی بلکہ ریاست کے دوسری خطوں سے مستحکم، متوازن اور کلیدی روابط پیدا ہو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے گزشتہ چند دہائیوں سے بھارتی تسلط میں پسی ہوئی ریاست میں بھی تہذیبی، تخلیقی اور تحقیقی قدروں اور روایات کی بازیافت کا جذبہ گاہے بہ گاہے ایک انقلابی و تخلیقی میلان کی

طبع اختیار کرنے لگا تھا۔ یہ طبع قومی تشخص کو تقویت دینے، ریاستی باہمی تعلقات کو فروغ دینے، کشمیری معاشرتی اقدار کو مضبوط کرنے اور ریاستی تاریخی شناخت کو لازوال پختگی فراہم کرنے میں غیر متزلزل کاوشوں میں مصروف عمل رہی ہے۔ اس میلان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اردو ادب کو نصاب میں شامل کیا گیا تاکہ بچوں کو وہ بنیاد مل سکے جو انہیں ریاستی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کرنے میں معاونت دے سکے۔

## ریاست جموں و کشمیر میں اردو کا تاریخی پس منظر

ریاست جموں و کشمیر میں اردو کو فروغ افغان دور (۱۷۵۳۔۱۸۱۹ء) حکومت سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا تھا کیوں کہ افغانی حکمرانوں اور کشمیریوں کے درمیان اردو ہی رابطہ زبان کے طور پر استعمال ہوتی تھی جب کہ سرکاری زبان کا درجہ فارسی زبان کو حاصل تھا۔ لیکن حکومتی سطح پر ریاست میں سکھ دور حکومت میں اردو کو ایک باقاعدہ زبان کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی، اس وقت پنجاب کے مکین اور کشمیریوں کے درمیان اردو ہی رابطہ کاری کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ ریاست کے کثیر علاقہ جات میں بولی جانے والی پہاڑی اور پنجاب بھر میں رائج پنجابی کو اردو زبان سے کسی قسم کی اجنبیت نہ ہونے کی وجہ سے دونوں خطوں میں اس زبان کو بھرپور فروغ حاصل رہا۔ پنجابی اور پہاڑی سے قدرے مماثلت لہجہ، فرہنگ، ادائیگی اور احساس نے اردو کو ۲۷ سالہ سکھ دور کے دوران ریاست بھر میں اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ بیع نامہ امرت سر (۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء) کے بعد ڈوگرہ حکمرانوں نے اس زبان کی مزید آب یاری کی، جس کی وجہ سے یہ زبان سکولوں، دفاتر سمیت وسیع پیمانے پر بولی جانے لگی باوجود یہ کہ کشمیر کی سرکاری زبان اس وقت فارسی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت (۱۸۱۹۔ ۱۸۴۶ء) میں گلاب سنگھ (۱۷۹۲۔ ۱۸۵۷ء) نے لاہور دربار کی توسیع کرتے ہوئے اسے لداخ، چناب، کشتواڑ، لہاسہ اور تبت کے ساتھ ساتھ اسکردو اور گلگت تک پہنچا دیا تھا، اس لحاظ سے پوری ریاست کا براہ راست رابطہ لاہور میں قائم ہونے کی وجہ سے اردو ریاست بھر میں بولی جانے لگی، مسلم زبان کے طور پر اردو کو ریاست میں بے پناہ پذیرائی ملی۔(۱)

ڈوگرہ دور حکومت میں جموں سے باقاعدہ اردو کی ترقی و ترویج شروع ہوئی جس میں جلد ہی وادی کشمیر نے اپنے جلوے ظاہر کیے اور اس کے ساتھ ساتھ شمالی علاقہ اور لداخ میں بھی اس کا استعمال جاری و ساری رہا، مہاراجہ گلاب سنگھ کے دور (۱۸۴۶۔۱۸۵۷ء) میں فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ تو حاصل تھا ہی لیکن اردو جلد ہی فارسی کی کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر گئی، گلاب سنگھ کی وفات کے بعد رنبیر سنگھ (۱۸۵۷۔۱۸۸۵ء) نے اردو زبان کو سرکاری دامن دیا جس کی وجہ سے اردو زبان ریاست کی سرکاری زبان بن گئی، اس زبان کو مزید تقویت دینے کے لیے مہاراجہ رنبیر سنگھ (۱۸۳۰۔۱۸۸۵ء) نے پہلے ریاستی اخبار

کی بنیاد رکھی جس کو **رنبیر** کا نام دیا گیا۔(۲) یہ ریاست جموں و کشمیر میں شائع ہونے والا پہلا اخبار تھا جسے اردو زبان کی سرپرستی نصیب ہوئی اور اس کے بعد اردو زبان ریاست کے طول و عرض میں معلوماتی، اطلاعاتی، نشریاتی، تعلیمی، تحقیقی، سفارتی، سیاسی، معاشرتی اور علم و ادب کی زبان بن گئی۔ ہر طبقہ، جنس، مذہب اور ہر علاقے میں اس زبان کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ ریاست میں اردو کو زیادہ جدت اور ترویج اسلامی تعلیمات اور اسلامی ادب پاروں کی وجہ سے ملی، کیوں کہ برصغیر میں قرآن کریم تفاسیر، احادیث مبارکہ کی تشریحات، شرعی و فقہی علوم کی وضاحت اور دینی مسائل و احکامات کی تعلیمات زیادہ تر اردو زبان میں ہی میسر تھیں۔ کشمیر میں جوں جوں مذہبی رنگ نے جنون پکڑا ان کا اردو سے دامن مضبوط سے مضبوط ترین ہوتا چلا گیا۔ جلد ہی کشمیر میں اردو ادب کے بڑے بڑے شعرا بھی منظر عام پر آنا شروع ہو گئے۔ ان شعرا کے کلام اور برصغیر میں بدلتے ہوئے سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ عالمی جنگ اول اور دوم کے واقعات نے ریاستی اخبارات کو چار چاند لگا دیے، رفتہ رفتہ پنجاب بھر سے بھی اخبارات کو ریاست بھر میں متعارف کروایا گیا۔(۳)

ریاست جموں و کشمیر سے برصغیر کے مختلف علاقوں میں حصول علم کے لیے جانے والے طلبا نے ریاست بھر میں اردو زبان کے فروغ میں سب سے زیادہ معاونت کی۔ اس سلسلے میں پنجاب سے کشمیر جانے والے اور کشمیر سے پنجاب آنے والوں کا کردار سب سے زیادہ رہا ہے۔ جلد ہی ریاست میں سینکڑوں اخبارات شائع ہونے لگے۔ اردو ادب کو ریاست بھر میں چار چاند لگنے لگے جب جموں سے سب سے مشہور سفر نامہ "**بخارا**" شائع ہو کر منظر عام پر آ گیا، جو کہ ریاست میں باقاعدہ لکھی جانے والی اردو کی سب سے اولین کتاب تھی جسے چودھری شیر سنگھ نے (۱۸۶۶۔۱۸۶۷ء) لکھا تھا۔(۴) تھوڑے عرصے کے بعد ہی جموں شہر میں احمدی پریس (۱۸۷۰۔۱۸۷۶ء) کے نام سے پہلا چھاپہ خانہ (پرنٹنگ پریس) کا قیام عمل میں لایا گیا۔(۵) رفتہ رفتہ دو زبانوں پر مشتمل اشتراکی اخبارات بھی شائع ہونے لگے جن میں اردو، ہندی زبانوں کا مشترکہ اخبار **بدیابلاس** جاری یا گیا(۶)۔ الغرض جموں شہر جسے پنجاب سے جغرافیائی حاصل تھی نے اردو کی ایسی شمعیں روشن کیں جو وادی کشمیر سے گزرتے ہوئے لداخ اور گلگت تک جا پہنچیں۔

انیسویں صدی کی آخری دہائی سے ملنے والی سرکاری سرپرستی نے اردو زبان کا تعلق کشمیریوں کے دل و جان سے جوڑ دیا، جس کو مہاراجہ پرتاپ سنگھ (۱۸۴۵۔۱۹۲۵ء) اور مہاراجہ ہری سنگھ (۱۸۹۵۔۱۹۶۱ء) نے اسی دم پر جاری و ساری رکھا۔ تقسیم ہند کے نتیجے میں پاکستان بننے اور ہندوستان کے

ٹوٹنے کے بعد بھی ریاست جموں وکشمیر میں اردو زبان کو وہی امتیاز اور درجہ میسر رہا۔ اسی وجہ سے بھارت کے زیر انتظام جموں وکشمیر ریاست (۱۹۴۷ء) میں اردو کو سرکاری زبان کو درجہ دیا گیا تھا، جموں وکشمیر ریاست کے آئین کی دفعہ ۱۴۵ میں اردو زبان کو ریاست کی سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ اس آئینی حیثیت کی وجہ سے ریاست بھر کے سکولوں میں جماعت چہارم سے لے کر دہم تک اردو زبان کو ثانوی زبان کے طور پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سرکاری اعلانات، اعلامیے اور رودادیں انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی شائع ہوتی رہی ہیں۔ حتیٰ کہ ریاست میں سرکاری ملازمت کے لیے اردو زبان سے واقفیت بھی بنیادی شرائط میں سے ایک قرار دی گئی (۷)۔

لکھن پور سے بونہال تک علاقہ جو صوبہ جموں کہلاتا ہے میں دیگر زبانوں کے ساتھ ڈوگری اور پہاڑی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں جو لسانی اعتبار سے پنجابی اوراردو کے قریب تر ہیں۔ پروفیسر عبدالقادر سروری (۱۹۰۶-۱۹۷۱ء) کے مطابق صوبہ جموں اور اس کے قرب وجوار میں جو زبانیں یعنی پہاڑی اور ڈوگری کثرت سے بولی جاتی ہیں وہ دونوں اردو زبان کی ہم زاد ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر بولیوں میں بھی اردو زبان سے اس قدر شدید مطابقت ہے کہ انھیں بھی اردو زبان کی ہم زاد ہی کہا جاتا ہے کیوں کہ ان میں صرف فرہنگ اور لفظی سرمایے کا اشتراک ہی نہیں بلکہ لسانی قالب اور جملوں کی ہیت ترکیبی اور ساخت وپرداخت میں کافی حد تک مشابہت موجود ہے۔ اس لیے اردو ان علاقوں میں پہنچتے ہی اس قدر مانوس زبان ہو گئی کہ ابتدائی جان پہچان کے بعد اسے ہم جولی زبان کے طور پر یاد کیا جانے لگا۔(۸) اسی طرح قاضی گنڈ سے وادیٔ کشمیر کا حدیں شروع ہو کر پاکستانی سرحدوں تک ختم ہو جاتی ہیں اگرچہ وادی میں زیادہ تر کشمیری زبان بولی جاتی ہے جو وادیٔ کشمیر کی مادری زبان ہونے کے علاوہ ریاستی شناخت کے طور پر بھی جانی جاتی ہے اس کا رسم الخط فارسی زبان کا ہے جو زین العابدین بڈشاہ کے دور میں شروع کیا گیا تھا جب کہ دیگر علاقوں میں پہاڑی اور گوجری زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان تینوں زبانوں میں بھی اردو زبان کے بے شمار مشترک الفاظ موجود ہیں اگرچہ لہجے، قواعد اور ادائیگی میں قدرے مختلف ہیں۔ لداخ اور شمالی علاقہ جات میں اس وقت اگرچہ مواصلاتی نظام بہت کمزور تھا، بیسویں صدی کے آغاز میں ذرائع مواصلات کی ترقی کے بعد ہندوستان، پنجاب سمیت دیگر علاقوں سے لوگ کشمیر آنے لگے، انھیں کشمیر میں ملازمتیں دی گئیں، اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا، وہ لوگ اپنے ساتھ اردو زبان لائے تھے اور مقامی لوگوں سے باہمی میل جول کے بعد اردو کی ترویج وترقی کی سبیل مثبت منزل کی جانب گامزن ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کی مختلف اور متعدد لسانی اکائیوں کے درمیان تہذیبی، سماجی اور سیاسی رشتوں کو استحکام ملا۔ ایک طرف اردو نے ریاست جموں

وکشمیر کا برصغیر پاک وہند کے ساتھ ایک لسانی بندھن تشکیل دیا جب کہ دوسری طرف پنجاب اور کشمیر کے درمیان تہذیبی، مذہبی اور ثقافتی راستوں کو ہموار کیا۔(۹) اردو زبان کی یہ دولت کشمیر اور پنجاب میں وہ ایک مضبوط اور لازوال رشتہ قائم ہوا جس کی عکاسی ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کے واقعات کے بعد پنجاب بھر کی حمایت کی صورت میں کی جاسکتی ہے۔

**ریاست میں اردو کی ترویج وخدمات**

اردو زبان کی ریاست جموں وکشمیر پر ایک مسلمہ حقیقت ہے، معروف کشمیری سیاست دان شیخ محمد عبداللہ (۱۹۰۵۔۱۹۸۲ء) نے کشمیر کلچرل اکادمی کی پہلی کانفرنس جو ۱۹۸۱ء میں منعقد ہوئی تھی میں خطاب کرتے ہوئے اردو کی خدمات کو شان دار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھا ان کے یہ قول کوئی بھی صاحب ذہن شخص کا ان حقائق سے بالکل انکار نہیں ہو سکتا کہ اردو زبان نے ایک صدی بھر ریاست جموں وکشمیر کی تینوں اکائیوں وادیٔ کشمیر، جموں اور لداخ میں بہ طریق احسن باہمی پیغام رسانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے، اردو زبان میں یہ اہلیت موجود ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اس فریضہ کو خوش اسلوبی سے ادا کر سکے گی۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ اردو زبان پورے ملک کے ساتھ کشمیریوں کے لیے رابطہ کار کا کام بھی کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ریاست میں ننانوے فی صد اخبارات اردو زبان میں ہی شائع ہوتے ہیں، جن کے قارئین ہزاروں نہیں بل کہ لاکھوں میں ہیں۔ ریاست میں اردو اخبار افکار کی ترسیل کے لیے ریاست میں سب سے بڑا ذریعہ ہے۔(۱۰) یہ زبان احساسات، جذبات اور اظہار کے طور پر تہذیبی اور سماجی سطحوں پر ان اکائیوں سے باہمی میل جول کی ضامن بھی ہے۔ اردو زبان کی خدمات کا اعتراف احسان کے ضمن میں یہ حقیقت برمحل ہے کہ ریاست کی آزادی کے خدوخال اردو زبان کے مرہون منت رہے ہیں اور کشمیریوں کے لیے یہ بھول جانا ممکن ہی نہیں ہے کہ ان کی تحریک آزادی میں اردو زبان کا کس قدر کردار رہا ہے۔(۱۱) کشمیر میں اردو زبان کی ترویج کے محرکات کو درج ذیل جزئیات کے سانچے میں ڈھالا جاسکتا ہے۔

**الف۔۱۸۵۷ کی جنگ آزادی**

سرکاری سرپرستی میں کشمیریوں کی پہلی بار برصغیر پاک وہند میں باقاعدہ آمد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہوئی تھی، جب مہاراجہ گلاب سنگھ سے برطانوی افواج نے عسکری اور مالی امداد کا تقاضا کیا تھا، جنگ آزادی میں کشمیریوں کی شرکت ہی اردو زبان کی ترویج میں کلیدی کردار بن گئی۔ اس جنگ آزادی میں راجا رنبیر سنگھ کی قیادت میں کشمیر سے فوج کی بھاری تعداد دہلی آئی تھی جہاں انھوں نے کافی عرصہ تک شہر کا

محاصرہ کیے رکھا۔ جب یہ جنگ ختم ہوگئی اس کے بعد بھی حفظ ماتقدم کے طور پر کشمیری افواج کے دستوں کو روکے رکھا گیا جہاں انھیں مزید تربیت بھی دی گئی۔ اس دوران کشمیری افواج کا زیادہ تر باہمی ربط جن لوگوں سے تھا ان کی زبانیں اردو اور پنجابی تھیں، جب یہ لوگ واپس ریاست میں آئے تو اپنے ساتھ اردو کا وسیع ترین خزانہ بھی لائے، یوں ان کی ٹوٹی پھوٹی اردو نے کشمیر میں موجود پودے کو تناور درخت بنا دیا۔"[۱۲] اس درخت کی نشوونما نے ریاست جموں و کشمیر کی رسائی اس کے پڑوسی علاقوں پنجاب اور سرحد تک بڑھا دی۔ خصوصاً پنجاب کشمیر کا بیت ثانی بن گیا جہاں کشمیری حصول علم کے ساتھ ساتھ بہتر روزگار اور بلند معیار زندگی کے لیے کشمیر سے ہجرت کر کے نارروال، نارنگ منڈی، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، شکر گڑھ، پٹھان کوٹ، گورداس پور، امرت سر اور فیروزپور میں باقاعدہ سکونت اختیار کرنے لگے۔(۱۳)

## ب۔ مسیحی مشینریوں کی آمد

کشمیر میں ۱۸۶۲ء میں مسیحی مبلغوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ ایک یورپین پادری ینگ سن (۱۸۲۱۔۱۸۷۹ء) کے ہاتھوں جموں کے ایک کلیسا کی بنیاد پڑی تھی۔ اہم امر یہ بھی ہے کہ ان مشینریوں کی آمد بھی اردو کی ترقی کا باعث ہوئی کیوں کہ یہ مشینریاں عیسائی مذہب کی اشاعت کے لئے اردو میں تصویروں کے ساتھ رسالے، کتابچے اور پمفلٹ شائع کر کے عوام میں مفت تقسیم کرتی تھیں۔ یہ رسالے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ جاتے تھے اور اس کے توسط سے ریاست میں اردو زبان کو پھلنے پھولنے کا خاصا موقع ملا۔(۱۴) جب عیسائی مبلغین نے اردو زبان میں شائع شدہ رسالے لوگوں میں تقسیم کرنے شروع کیے تو کشمیری کے اندر سے ایک ادبی مزاحمت پیدا ہوئی جو جلد ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئی اور عیسائیت پر مبنی ادب کو روکنے کے لیے مختلف مذاہب کے دانش وروں نے بہت سی کتب اردو زبان میں لکھنا شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں سالک بھی بھی کئی کتب اور کتابچے تحریر کیے جن میں "**مورتی منڈن، دھرم اپ دیش اور شاستر ارتھ**" کو بہت شہرت ملی ہے۔(۱۵)

## ج۔ کشمیر میں ناٹک کمپنیوں کا اردو ترقی میں کردار

برصغیر سے ترقی پانے والی ناٹک کمپنیوں نے بھی کشمیر کو اپنا مسکن بنائے رکھا، ان کے تیار کیے گئے ڈرامے کشمیریوں کے ہاں بہت مقبول تھے۔ جلد ہی ڈوگرہ دربار بھی اس کے اثر میں کھو گیا اور انھوں نے عوام کو تفریح مہیا کرنے کی غرض سے ایک ناٹک کمپنی کے قیام کا سوچا اور حکومت کی سرپرستی میں محکمہ

دھرم ارتھ نے جموں کے روگ ناتھ مندر میں ایک ناٹک کمپنی کو تشکیل دیا۔ جس میں اولین تو آغا حشر کاشمیری (۱۸۷۹۔۱۹۳۵ء) کے معروف ڈرامے **اللہ دین کا چراغ، خوب صورت بلا** اور **ہیملٹ** وغیرہ اسٹیج کیے گئے تاہم ان کے لیے فن کار برصغیر سے لائے جاتے تھے۔ ان کی بہ دولت کچھ خوش ذوق مقامی نوجوان بھی میدان کارزار میں آ گئے۔ شائقین جو ڈرامہ دیکھتے، اس میں بولے گئے مکالموں کو اسی لب و لہجے اور انداز میں بولنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ یوں کھیل تماشوں میں رفتہ رفتہ اردو زبان کشمیری معاشرے میں سرایت اختیار کر گئی جس کی وجہ سے ایک طرف تو ڈرامائی کلب وجود پذیر ہوا اور دوسری طرف اردو دھیرے دھیرے ریاست کی سب سے بڑی زبان بن گئی۔(۱۶)

**د۔ شعرا کا کلام**

کشمیر میں اردو کے فروغ میں برصغیر کے شعرا کا بنیادی کردار ہے، اس سلسلے میں نظیر اکبر الہ آبادی (۱۷۳۵۔۱۸۳۰ء) کی نظمیں لوگوں نے زبانی یاد کر رکھی تھیں اگرچہ وہ اردو زبان کی ان نظموں کے معانی اور مفاہیم سے بے بہرہ تھے لیکن ان کے کلام کی چاشنی اس قدر پر اثر تھی کہ لوگ ان نظموں کو گاہے بگاہے مجالس، تنہائی اور محافل میں پڑھا کرتے تھے۔ جس کی بنیاد کشمیر میں مناقب پڑھنے والے فقیروں نے ڈالی، وہ فقیروں سے یہ کلام جو بسا اوقات نظیر اکبر آبادی کی نظموں پر مشتمل ہوتا تھا کو سن کر زبانی ازبر کر لیتے۔ اپنے روزمرہ کے معمولات کے بعد جب کہیں آرام سے بیٹھتے تو ان نظموں اور کلام کو دہراتے اور ایک دوسرے کو سنا کر خوش ہوتے۔ اس طرح نظیر اکبر آبادی کا بھی کشمیر میں اردو کی اشاعت کے حوالے سے بلاواسطہ کردار ہے۔ بلاشبہ نظیر اکبر آبادی کا کلام پر کیف ہے جس نے اردو سے نا آشنا لوگوں میں مقبولیت حاصل کر کے ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان کی ترویج میں مزید آسانیاں پیدا کر دیں۔(۱۷) معروف شاعر نظیر اکبر آبادی کے علاوہ کچھ دیگر دیگر عوامل کا بھی بہت گہرا کردار رہا ہے۔ اس میں ایک کردار محرم کی مجالس میں ذاکروں کا بھی ہے جو لکھنوی لب و لہجے میں مرثیے اور سلام پڑھا کرتے تھے۔

**ر۔ سیاحوں کی کشمیر میں آمد**

اردو زبان کی کشمیر میں ترویج کے لیے مختلف ہائے شعبۂ زندگی کے افراد اور شعرا کے علاوہ سیاحوں کا بھی کلیدی کردار رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مختلف علاقوں خاص طور پر پنجاب سے جانے والے تاجر اور سیاح کشمیر میں داخل ہونے لگے۔ اولین تو وہ مغل روٹ کا استعمال کرتے تھے بعد ازاں بانہال کارٹ روڈ (۱۸۸۵۔۱۸۹۰ء) اور مری کوہالہ روڈ (۱۸۹۰۔۱۹۰۰ء) جیسے پختہ راستوں کی تعمیر کے بعد باہمی نقل

وحرکت آسان ہو گئی۔ یوں دونوں خطوں کے لوگوں میں باہمی روابط کی نشو کے سبب اردو زبان کو دن بہ دن فروغ حاصل ہوتا گیا۔ کشمیر بہت جلد سیاحوں کے لیے جنت جیسا سیاحتی مقام بن گیا اور خطہ میں میں سیاحت کی صنعت کو بھی ترقی ملنے لگی۔ یوں دونوں خطے یک لسانی میں اس قدر مماثل ہو گئے کہ ان کے درمیان باہمی فرق نہ ہونے کے برابر رہا۔ ڈوگرہ حکم رانوں نے اپنے دربار کی شان بڑھانے کے لیے دہلی سے نقیب بلوائے اور وہ مغلیہ دربار کی طرز پر مہاراجہ کی آمد کی خبر دیتے تھے۔ اس کے ساتھ رنبیر سنگھ نے جموں میں ایک ادارہ "دارالترجمہ" قائم کیا جس میں فارسی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جانے لگا۔(۱۸) مہاراجہ کی سرپرستی میں اردو میں مترجم کتب کو باضابطہ طور پر شائع کیا جاتا تھا۔ اس عہد کے کئی مسودات کی تیاری میں غلام غوث خان، پنڈت بخشی رام، مولوی فضل الدین اور لالہ بسنت رائے وغیرہ کے نام کافی مشہور ہیں۔(۱۹)

برصغیر سے کشمیر کی جانب ہجرت کرنے والوں میں تاجروں کے علاوہ بعض اہل علم بھی کشمیر میں آکر آباد ہو گئے، ان کا حکومتی اور انتظامی امور میں عمل دخل بڑھا چوں کہ انھیں برصغیر کے کئی علاقوں میں مختلف شعبہ جات میں انتظامی اور حکومتی امور کا تجربہ حاصل تھا جس کے باعث انھوں نے ریاست جموں وکشمیر میں سب سے پہلے تعلیم کو اولین ترجیح دی۔ ریاست میں پاٹ شالا اور مکاتب کھول گئے جہاں پر پنجاب کی طرز پر اردو اور فارسی زبان میں نصاب رائج کیا گیا۔ اس کے بعد مہاراجہ پرتاب سنگھ کے دور میں باقاعدہ اسکولوں اور کالجوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کئی اساتذہ باہر سے منگوائے گئے، چوں کہ اب ذریعہ تعلیم بھی اردو ہی بن گیا تھا، اس لحاظ سے اردو کی مقبولیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا اور اب یہ زبان ریاست میں تعلیم، ریکارڈ، انتظامی اور حکومتی امور کی بنیادی ضرورت بن گئی تھی۔ اس دور میں قائم کیے گئے تعلیمی ادارہ جات میں پرنس آف ویلز کالج، امر سنگھ کالج، ایس پی کالج سمیت کئی دیگر ادارے شامل ہیں۔ جن کی طرف سے باقاعدہ اردو زبان میں رسالے بھی شائع ہوتے تھے۔ جیسے امر سنگھ کالج سے **لالہ رخ**، ایس پی کالج سے **سری نگر کا ترجمان**، دیہات سدھار کے محکمہ جانب سے **دیہاتی دنیا**، محکمہ تعلیم کی سرپرستی میں **تعلیم جدید** کے علاوہ **شیرازہ** بھی شائع کیا جاتا تھا جو اردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔(۲۰)

**اردو کو غیر معروف کرنے سے ریاستی شناختی کو لاحق خطرات**

۵ اکتوبر ۲۰۱۹ کو ہندوستانی حکومت کی جانب جموں وکشمیر ریاست کی شناخت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے چند متنازعہ اقدامات کیے گئے جن میں سے ہندوستانی آئین سے دفعہ ۳۷۰ کو ختم کرنا، ۳۵/اے کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کرنا بھی شامل ہے۔ **جموں وکشمیر تنظیم**

**نو قانون ۲۰۱۹ء** کے عملی نفاذ کے ساتھ ہی ریاست جموں و کشمیر کی سرکاری زبان کا اعزاز "**اردو**" سے چھین لیا گیا ہے۔(۲۱) جس کی رو سے نا صرف اردو زبان سرکاری سطح پر مسل عدم توجہی اور غیر ذمہ دارانہ سلوک کا شکار ہے وہی عوامی سطح پر اس کے ساتھ روا رکھا جانا سلوک بھی دن بہ دن حوصلہ شکن ہوتا جا رہا ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ زبان کی شہرت اس کی ضرورت کے تحت ہی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں اردو زبان کے مستقبل کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ یہ خطرات زبان سے بڑھ کر ریاست جموں و کشمیر کے باہمی تعلقات یعنی آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر، گلگت بلتستان، لداخ اور جموں و کشمیر یونین ٹریٹری میں مزید تقسیم اور انتشار کی صورت میں نظر آئیں گے کیوں کہ ان کو اتفاق و اتحاد فراہم کرنے کا ذریعہ اردو زبان ہی تھی۔(۲۲) تاہم یہ کافی حد تک حوصلہ افزا امر ہے کہ وادی اور جموں میں اردو اخبارات کی مانگ میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اردو زبان کے خاتمے سے وادی کشمیر، لداخ اور جموں کو مزید درج ذیل نقصانات کا خدشہ ہے۔

### الف۔ ریاست کی تقسیم در تقسیم

اردو زبان کے استعمال کے خاتمے سے بھارت کے زیر انتظام ریاست کئی حصوں میں مزید تقسیم ہو سکتی ہے۔ فی الوقت بھارتی حکومت نے انتہائی مکاری سے اسے دو یونین ٹریٹری یعنی جموں و کشمیر اور لداخ میں تقسیم کر دیا ہے۔ تاہم مستقبل قریب میں مذہبی بنیادوں پر ہر یونٹ کا مزید دو حصوں میں منقسم ہونے کا احتمال تاحال موجود ہے۔ بہ ظاہر یوں لگ رہا ہے کہ یہ تقسیم ہندوستانی حکومت کی مدد سے مذہبی بنیادوں پر ہو گی جس میں لداخ اور کارگل بدھ اور مسلمان اکثریت کے طور پر الگ الگ ہو جائیں گے اور اسی طرح وادی اور جموں ہندو اور مسلم اکثریت کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ۵ اگست ۲۰۱۹ کے بھارتی اقدامات سے قبل بھی ریاست چار بڑے انتظامی میں تقسیم تھی جن میں پاکستان کے زیر انتظام گلگت بلتستان اور نیم خود مختار آزاد ریاست جموں و کشمیر، بھارت کے زیر انتظام جموں و کشمیر ریاست اور چین کے زیر قبضے لداخ، دم چوک اور شکس گام وادی کے علاقہ جات شامل تھے۔ اس تقسیم کے باوجود بھی ہمیشہ ریاست کی وحدت اور ریاستی شناخت کی بات کی جاتی تھی مگر اب بھارت کے زیر قبضہ علاقوں جموں و کشمیر ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا عملی مطلب یہ ہے کہ اس حصے کو چار حصوں میں تقسیم کر کے کشمیری اکثریت کو مذہب کی بنیاد پر چار حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔

### ب۔ تعلیمی صورت حال

مہاراجہ پرتاب سنگھ کے دور میں شروع ہونے والا تعلیمی نظام بھارت کے حالیہ فیصلے کی وجہ سے مقبوضہ ریاست کے تعلیمی نظام کو بری طرح متاثر کر رہا ہے، چوں کہ اس سے قبل کتب اردو زبان میں تھیں،

طلبا ان سے بہتر طور پر آشنا تھے ،(۲۳) مگر اب زبان کے ساتھ نیا رسم الخط سے تعلیمی نظام بھی متاثر ہو گا۔ یہ عمل دراصل اس علاقے میں بلند تعلیمی شرح کو کم کرنے کے لیے بھی بہ طور ہتھیار استعمال کیا گیا ہے چوں کہ علمی بنیادوں پر کشمیریوں کو اپنے بنیادی حقوق کا بہتر ادراک تھا، اس نظام کو ہندوواتا کے ڈھانچے میں لپیٹ کر مسلم اکثریت کو ایک مرتبہ پھر جدید علوم سے متنفر کیا جارہا ہے۔

### ج۔ باہمی روابط اور وسائل کی پیچیدگی

یہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس وقت پوری ریاست میں اردو زبان ہی باہمی رابطے کی زبان ہے، جو ایک لینگوا فرانکا کے طور پر کام کر رہی ہے، اردو کو ختم کرنے کا سب سے بنیادی بھارتی مقصد یہی ہے کہ ریاستی اکائیوں کو ایک دوسرے سے دور کیا جائے تا کہ باہمی روابط کے فقدان سے وحدت کے تاثر کو ختم کیا جاسکے۔ بھارت کے خلاف اٹھنے والی سوا دو کروڑ کشمیریوں کی آواز کو مختلف درجات میں تقسیم کر کے چند لاکھ تک محدود کر دیا جائے۔ اس میں بھی ہندو اکثریت اور بدھ اکثریت علاقے مذہبی مماثلت کی وجہ سے ہندوستان کے خلاف کھل کر مزاحمت تو نہیں کر سکیں گے تاہم مسلمانوں کو روایتی دشمن قرار دے کر ان کے بنیادی حقوق کو سلب کر دیا جائے گا اور ہندوستان کی طرز پر ان کو بھی شہریت کے قانون میں الجھا کر اپنی ہی ریاست میں درجہ دوئم اور درجہ سوئم کا شہری قرار دیئے جانے کا قوی امکان ہے۔ بہر حال حالیہ اقدامات سے نا صرف اردو زبان کو تعلیمی ادارہ جات سے ختم کر دیا گیا ہے آنے والے وقت میں ریاستی ابلاغ عامہ میں عربی رسم الخط کو مزید محدود کر دیا جائے گا اور اس کے دیوناگری اور سنسکرت جیسے رسم الخط کو فروغ دے کر مذہبی آزادی پر بھی حملہ کیا جا سکتا ہے۔ ان تمام خدشات و احتمالات کی بنیادی باہمی روابطہ کا فقدان اور وسائل کے حصول میں پیچیدہ عمل ہو گا۔ وہ اردو زبان جو سب کو آپس میں جوڑے رکھتی تھی ایک ایسی حالت میں جب ساری ریاست ایک وحدت اور اکائی کی صورت میں تھی اس وقت کی زمینی صورت حال کچھ اور تھی مگر جب ریاست کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، اس میں وحدت پیدا کرنے ناممکنات میں سے ہے۔

### د۔ ثقافتی اور سماجی اثرات

زبان مذہب، روایات، عقائد اور رسوم و رواج کی ترجمان ہوتی ہے، اس لحاظ سے اردو زبان جسے مسلمانوں کی زبان قرار دے کر اردو ہندی تنازعے کو جنم دیا گیا تھا،(۲۴) درحقیقت یہ زبان مسلمانوں کے مذہبی عقائد، فلسفے، روایات، رسوم و رواج، مذہبی تعلیمات اور مکمل طرز حیات کی عکاس اور نگہبان بھی ہے۔(۲۵) اردو کو تبدیل کرنے سے مراد ہندو ثقافت کا یلغار کرنا مقصود ہے جس کے معاشرے اور سماج پر بھی منفی اثرات پڑیں گے۔ کشمیری معاشرہ دراصل ایک پلولرسٹ (Pluralist) معاشرہ ہے جہاں مختلف عقائد اور مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مفاد کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے پر امن طریقے سے مل جل کر

زندگی بسر کرتے ہیں۔ کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں مذہبی فسادات بہت کم ادوار میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔(۲۶) اگر کبھی ہوئے ہیں تو ان کے پیچھے بھی مخصوص سیاسی اہداف تھے۔۱۹۸۸ء کے بعد وادی کشمیر سے ہندوستانی فوج نے ایک منظم سازش کے تحت کشمیری پنڈتوں کو ہجرت پر مجبور کرتے ہوئے جموں میں مقیم کروادیا تاکہ یہ معاشرتی استحکام اور باہمی اتحاد سبوتاژ کیا جاسکے۔

الغرض اردو زبان ریاستی شناخت، وحدت، امن، بھائی چارے، مذہبی روایات، باہمی روابط، معاشرتی استحکام، ثقافتی تحفظ اور غیر منقسم ریاستی اکائی کی ضامن تھی، اردو نے کشمیر کو نا صرف ایک بہترین سماجی معاشرتی اقدار دیئے بلکہ حقیقی معنوں میں جمہوری انداز بھی بخشا، روابط اور فعال سماجیت کو بھی فروغ دیا۔ حالیہ بھارتی اقدامات دراصل شناخت کشمیر پر کاری ضرب ہیں۔ ۵ اگست ۲۰۱۹ء کے اقدامات سے ریاست کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرکے باہمی رابطے کی زبان کو تعلیمی اداروں اور سرکاری خط و کتابت سے فارغ کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے ریاست میں مذہبی انتشار کی بنیاد پر مزید تقسیم کی راہ ہموار کر دی گئی ہے تاکہ مسلمانوں کو صرف وادی تک محدود رکھ کر جموں، لداخ اور کارگل کو کشمیری وحدت سے اکھیڑ پھینکا جائے۔ ستر فی صد کے لگ بھگ مسلمان اکثریت کو ریاست کے اکثریتی حصے میں بہ طور اقلیت ثابت کیا جائے اور مسلمانوں کا اثر رسوخ صرف وادی کشمیر تک محدود کر دیا جائے۔ اس بھیانک سازش سے ۸۴۴۷۱ مربع میل پر پھیلی ہوئی ریاست کی صدیوں پر محیط شناخت کو باہمی روابط کی زبان کو ختم کر کے انتظامی تقسیم کے ذریعے بلقانی اسلوب کے ذریعے کئی چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ مسلمان اکثریت کا روگ ہمیشہ کے لیے ختم ہو کر ہندوستان کے خلاف دہائیوں سے جاری مزاحمت اور جنگ آزادی ختم ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

## حوالے


(۱) ہماری زبان، تاریخ اشاعت: ۰۲-۰۶-۱۷، ۸-۱۴ جون، ۲۰۱۷، شمارہ ۲۲، جلد ۷۶، مدیر: اطہر فاروقی، عبد الباری کی جانب سے انجمن ترقی اردو (ہند) کی اشاعت، ۱۔

(۲) عبد القادر سروری، کشمیر میں اردو، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، ۱۹۸۲ء)، ۲: ۳۹۹۔

(۳) برج پریمی، جموں و کشمیر میں اردو ادب کی نشو و نما، (نصیب نگر، جموں: رچنا پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ۱۷۳۔

(۴) ”جموں و کشمیر میں اردو نثر“۔ پروفسر ظہور الدین۔ مشمولہ: شیرازہ، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، ۲۰۱۰ء)، جلد: ۵۱، شمارہ: ۴، ۱۹۔

(۵) برج پریمی، جموں و کشمیر میں اردو ادب کی نشو و نما، (نصیب نگر، جموں: رچنا پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ۱۷۳۔

(6) https://www.jasarat.com/sunday/2017/02/26/169530/

(۷) ہماری زبان، تاریخ اشاعت: ۰۲-۰۶-۱۷، ۸-۱۴جون، ۲۰۱۷، شمارہ ۲۲، جلد ۷۶، مدیر: اطہر فاروقی، عبد الباری کی جانب سے انجمن ترقی اردو (ہند) کی اشاعت، ۷۔

(۸) ظہور الدین. ''جموں و کشمیر میں اردو نثر''، مشمولہ: شیرازہ، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز) جلد: ۵۱، شمارہ: ۴، ۱۹۔

(9) Muhammad, Z. G. (2014). "Urdu as a Vehicle of Literary Expression in Jammu and Kashmir". *The Journal of Literature*, Culture and Media Studies, 87-105.

(10) Punjabi, Riyaz. (1973). "Urdu in Jammu and Kashmir: A Descriptive Study" *Journal of Asian and African Studies*, 53-70.

(۱۱) شیخ محمد عبداللہ، ریاستی کلچرل اکادمی پہلی اردو کی پہلی کانفرنس، ۱۹۸۱۔

(12) Kumari Asha. (2007). "Kashmiri Urdu: A Comparative Study". Language in India. (India: Calcutta). 81-90.

(13) Aziz, K. Z., and Hashmi, A. R. (2021). Watersheds of Kashmir & Settlers from Punjab: An Analysis of Sociocultural and Ethnic Links Between Kashmir & Punjab. *Khoj*, (Lahore: Institute of Punjabi and Cultural Studies, University of the Punjab), Vol. 86, Issue. 02, January – June 2021. 10-18.

(۱۴) سالگرام سالک، مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر، (سالگرام پریس کشمیر۔ ۱۹۷۱ء)، ۳۔

(۱۵) حامدی کاشمیری، ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب، (سری نگر: شیخ محمد عثمان اینڈ سنز، ۲۰۱۰ء)، ۸۱۔

(16) https://avadhnama.com/ریاست-جموں-کشمیر-میں-اردو-ڈرامہ/

(۱۷) رسول طاؤس بانہالی، کشمیری لوک کہانیاں، (اسلام آباد: لوک ورثہ، ۱۹۸۷ء)، ۷۔

(۱۸) برج پریمی، جموں و کشمیر میں اردو ادب کی ارتقا، (کشمیر: دیپ پبلیکیشنز، ۱۹۹۲ء)، ۹۰۔

(۱۹) حبیب کیفوی، کشمیر میں اردو، (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء)، ۶۰۔

(20) Ganjoo, T. N. (1969) "Urdu: Language of Jammu and Kashmir" *Asian Studies*, (India: Calcutta).27-32.

(21) Ganai, M. Y. (2015). "Role of Urdu in Socio-Cultural Integration in Jammu and Kashmir". *International Journal of Humanities and Social Science Research*, 45-52.

(22) Hussain, Sheikh Showkat.(2018). "Sociolinguistic Perspective of Urdu in Jammu and Kashmir". *Journal of South Asian Studies*, 91-102.

(23) Ahmad, Afaq. (2012). "Urdu Language Movement in Jammu and Kashmir". *Journal of Language and Literature*, 151-55.

(24) Iqbal, Javed. (2019). "Urdu and Cultural Identity in Jammu and Kashmir". *The International Journal of Humanities & Social Studies*, 32-36.

(25) Raina, Roshan Lal (2017). "Cultural Contributions of Kashmiri Pandits to Urdu Literature in Jammu and Kashmir". *The International Journal of Humanities & Social Studies*, 119-125.

(26) Rather, A. R. (2013). "Role of Urdu Newspapers in Jammu and Kashmir: A Historical Perspective" *International Journal of Scientific and Research Publications*, 109-123.

# BIBLIOGRAPHY


- Ahmad, Afaq. *Urdu Language Movement in Jammu and Kashmir*", Journal of Language and Literature, 2012.
- Aziz, K. Z., and Hashmi, A. R. (2021). Watersheds of Kashmir & Settlers from Punjab: An Analysis of Sociocultural and Ethnic Links Between Kashmir & Punjab. *Khoj*, (Published: Institute of Punjabi and Cultural Studies, Volume 86, Issue. 02, January – June 2021)
- Banehali, Rasool Taus, *Kashmiri Loc Kahanian*, (Loc Warsa), (Islamabad, 1998).
- Burj Premi, *Jammū-o Kashmīr me̱n Urdū Adab kī Nashūnama*, (Rachna Publications, Jammu), 2013.
- Farooqi, Athar, *Abdul Bārī kī Janib sy Anjaman Taraqqi Urdū*, (Hamrani Zuban, No: 76, Issue 22, 2022).
- Ganai, M. Y. *Role of Urdu in Socio-Cultural Integration in Jammu and Kashmir*, (International Journal of Humanities and Social Science Research, 2015).
- Ganjoo, T. N. *Urdū: Language of Jammu and Kashmir*, (Asian Studies. India: Calcutta, 1969).
- Hamidi Kashmiri, *Riasat Jammū-o Kashmīr me̱nn Urdū Adab*, (Srinagar: Sheikh Muhammad Usman and Sons, 2010).
- Hussain, Sheikh Showkat, *Sociolinguistic Perspective of Urdu in Jammu and Kashmir*, (Journal of South Asian Studies, 2018).
- Iqbal, Javed, *Urdū and Cultural Identity in Jammu and Kashmir*, (The International Journal of Humanities & Social Studies, 2019).
- Kaifvi, Habeeb, *Kashmīr me̱n Urdū*, (Lahore: Markazi Urdu Board, 1979).
- Kumari Asha. (2007). *Kashmiri Urdu: A Comparative Study*, (India, Calcutta: Language in India).
- Muhammad, Z. G. (2014). *Urdu as a Vehicle of Literary Expression in Jammu and Kashmir*, (Culture and Media Studies: The Journal of Literature).
- Punjabi, Riyaz. (1973), *Urdu in Jammu and Kashmir: A Descriptive Study*, (Journal of Asian and African Studies)
- Raina, Roshan Lal, *Cultural Contributions of Kashmiri Pandits to Urdu Literature in Jammu and Kashmir*, (The International Journal of Humanities & Social Studies, 2017).
- Rather, A. R. *Role of Urdu Newspapers in Jammu and Kashmir: A Historical Perspective*, (International Journal of Scientific and Research Publications, 2013).
- Riasat Jammu o Kashmir main Urdu Drama, (http://www.avadnama.com)
- Salik, Salgram, *Maharaja Gulab Singh Bahdar*, (Salgram Press Kashmir, 1971).
- Sarwari, Abdul Qadir, *Kashmīr Me̱n Urdū*, (Jammu and Kashmir Academy of Art, Culture and Languages, Srinagar, 1982).


❖❖❖